Pakistan Journal of Qur'ānic Studies

ISSN Print: 2958-9177, ISSN Online: 2958-9185
Vol. 3, Issue 2, July – December 2024, Page no. 01-11
HEC: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089226#journal_result
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/issue/view/206
Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/3389
DOI: https://doi.org/10.52461/pjqs.v3i2.3389
Publisher: Department of Qur'ānic Studies, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

---

Title **A Scholarly and Research-based Analysis of the Discussions on Seerah and the Status of Prophet hood in the Tafseer "Tayseer al-Qur'an"**

Author (s): **Dr. Salma Mahmood**
Assistant Professor, LCWU, Lahore.
Dr. Faryal Umbreen
In charge, Dawah Centre for Women, Dawah Academy, IIUI, Islamabad.
Raheela Imtiaz
Doctoral Candidate, Faculty of Usul ud-Din, IIUI, Islamabad.

Received on: 30 October, 2024
Accepted on: 05 December, 2024
Published on: 12 December, 2024

Citation: Dr. Salma Mahmood, Dr. Faryal Umbreen, and Raheela Imtiaz. 2024. “ تفسیر "تیسیر القرآن" میں مباحثِ سیرت اور مقامِ نبوت کا علمی و تحقیقی جائزہ: A Scholarly and Research-Based Analysis of the Discussions on Seerah and the Status of Prophet Hood in the Tafseer ‘Tayseer Al-Qur’an’”. *Pakistan Journal of Qur’ānic Studies* 3 (2):1-11. https://doi.org/10.52461/pjqs.v3i2.3389.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

Pakistan Journal of Qur'ānic Studies, Vol. 3, Issue 2, July - December 2024, PP. 1-11

تفسیر "تیسیر القرآن" میں مباحثِ سیرت اور مقامِ نبوت کا علمی و تحقیقی جائزہ

A Scholarly and Research-based Analysis of the Discussions on Seerah and the Status of Prophet hood in the Tafseer "Tayseer al-Qur'an"

Dr. Salma Mahmood

Assistant Professor, LCWU, Lahore. Email: dr.salmamahmood@gmail.com

Dr. Faryal Umbreen

In charge, Dawah Centre for Women, Dawah Academy, IIUI, Islamabad.

Email: faryal.umbreen@iiu.edu.pk

Raheela Imtiaz

Doctoral Candidate, Faculty of Usul ud-Din, IIUI, Islamabad.

Email: raheelaimtiaz.853@gmail.com

The advent of the Prophet Muhammad (ﷺ) represents one of the most profound milestones in religious and world history. The study of the Seerah (biography) of the Prophet (ﷺ) remains a cornerstone of Islamic scholarship and literature. Recognizing the immaculate nature and unparalleled stature of the Prophet ,(ﷺ) both biographers and Qur'anic commentators have dedicated extensive discussions to his life and Prophethood. Urdu commentators, in particular, have made notable contributions by interpreting Qur'anic verses related to the Seerah with eloquence and deep reverence. Among these, Maulana Abdul Rahman Kilani's Tafseer Taiseer-ul-Quran stands out for its comprehensive methodology, integrating Qur'anic exegesis, Hadith, and scholarly opinions. Kilani's work addresses doctrinal and jurisprudential issues while incorporating modern scientific insights. A prominent feature of his commentary is the detailed exploration of the Seerah, including the Prophet's (ﷺ) missions, battles, and historical context. Kilani emphasizes the objectives of Prophethood, the human nature of

Article Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/3389

prophets, and their pivotal role in guiding humanity. His tafseer offers a profound resource for understanding the Qur'an's wisdom and the life of the Prophet Muhammad ,(ﷺ) effectively addressing contemporary ideological challenges.

Keywords: Tafseer, Prophet Muhammad (SAW), Seerah, Prophethood, Qur'an, Kilani.

تعارف:

رسول اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور مقامِ نبوت اسلامی علوم میں بنیادی اہمیت کے حامل موضوعات ہیں۔ مولانا عبد الرحمٰن کیلانی کی تفسیر "تیسیر القرآن" نہ صرف قرآن فہمی میں ایک مستند کتاب ہے بلکہ اس میں سیرتِ نبوی کے مختلف پہلوؤں کو بھی تفصیلی اور تحقیقی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر علمائے سلف کے تفسیری اصولوں پر مبنی ہے اور اس میں عصری مسائل کا حل بھی پیش کیا گیا ہے۔ مولانا کیلانی نے اپنے علمی اور تحقیقی اسلوب کے ذریعے قرآن کریم کے وہ مضامین جو نبی اکرم ﷺ کی سیرت سے متعلق ہیں، ان کی توضیح و تشریح کی ہے۔

"تیسیر القرآن کے مولف جناب عبد الرحمٰن کیلانی (11 نومبر 1923ء تا 18 دسمبر 1995ء) ماہر خطاط، عالمِ دین اور مصنف تھے آپ کا تعلق کیلیانوالہ کے اہلِ حدیث اور خطاط سپر اگھرانے سے تھا۔ آپ نے پورے قرآن کی خطاطی کی، آپ خط نسخ میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے"۔([1])

"مولانا عبد الرحمن کیلانی کی علمی و تحقیقی کتب ہی ان کا مکمل تعارف ہیں۔ موصوف جس موضوع پر بھی قلم اٹھاتے ہیں اس کا حق ادا کر دیتے ہیں، مولانا کیلانی اسلامی اور دینی ادب کے پختہ کار قلم کار تھے۔ کتب کے علاوہ ان کے بیسیوں علمی و تحقیقی مقالات ملک کے معروف علمی رسائل وجرائد (ماہنامہ محدث، ترجمان الحدیث، سہ ماہی منہاج لاہور وغیرہ) میں شائع ہوئے ان کی بیشتر تالیفات اہل علم وبصیرت سے خراج تحسین پاچکی ہیں۔ مولانا کیلانی نے فوج کی سرکاری ملازمت سے استعفی کے بعد کتابت کو بطورِ پیشہ اختیار کیا۔ آپ عربی، اردو کے بڑے عمدہ کاتب تھے۔ 1947ء سے 1965ء تک اردو کتابت کی اور اس وقت کے سب سے بہتر ادارے، فیروز سنز سے منسلک رہے۔ 1965ء میں قرآن مجید کی کتابت شروع کی اور تاج کمپنی کے لئے کام کرتے رہے۔ تقریبا پچاس قرآن کریم کی انہوں نے کتابت کی۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ 1972ء میں حج کرنے گئے تو مکی سورتوں کی کتابت باب بلال (مسجد حرام) میں بیٹھ کر اور مدنی سورتوں کی کتابت مسجد نبوی میں اصحاب صفہ کے

[1] ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، 31 جنوری 1992ء، 34

چبوترہ پر بیٹھ کر کی۔ یہ وہی قرآن کریم ہے جو پاک وہند کے مسلمانوں کے لیے ان کے مانوس رسم الخط میں سعودی حکومت نے حمائل سائز میں چھاپا اور ہر سال لاکھوں کی تعداد میں چھپتا اور فری تقسیم ہوتا ہے یعنی پاکستان اور سعودی عرب میں مروجہ رسم قرآنی میں سب سے زیادہ چھپنے والے قرآن کی کتابت کی سعادت بھی آپ کو حاصل ہے۔ تفسیر 'تیسیر القرآن' میں قرآن مجید کی اسی بابرکت کتابت کو ہی بطور متنِ قرآن شائع کیا گیا ہے کتابت کے سلسلہ میں موصوف نے خاندان کے بہت سے لوگوں کو کتابت سکھا کر باعزت روزگار پر لگایا۔1980ء کے بعد جب انہیں فکر معاش سے قدرے آزادی نصیب ہوئی تو تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس میدان میں بھی ماشاء اللہ علماء مصنفین حضرات کی صف میں نمایاں خدمات انجام دیتے ہوئے تقریباً15 کتب تصنیف کرنے کے علاوہ 'سبل السلام شرح بلوغ المرام' اور امام شاطبی کی کتاب 'الموافقات' کا ترجمہ بھی کیا۔ دو دفعہ قومی سیرت کانفرنس میں مقالہ پیش کر کے صدارتی ایوارڈ حاصل کیا۔ آخری عمر میں تفسیر تیسیر القرآن لکھ رہے تھے اور انکی خواہش تھی کہ اسکو خود طبع کروائیں مگر عمر نے وفا نہ کی۔ 18 دسمبر 1995ء کو باجماعت نمازِ عشاء ادا کرتے ہوئے حالتِ سجدہ میں اپنے خالق حقیقی جا ملے۔ ان کا ایک اور علمی و دینی کارنامہ "مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات" لاہور ہے اس ادارے سے سینکڑوں کی تعداد میں لڑکیاں دینی علوم سے آراستہ ہو چکی ہیں"۔ ([2])

"یہ تفسیر ٤ جلدوں میں ہے اس تفسیر نے چند ہی سالوں میں دوسری متداول تفاسیر میں اپنی امتیازی حیثیت کو تسلیم کروالیا ہے۔ یہ تفسیر علمائے سلف کے تفسیری انداز پر تصنیف کی گئی اور گزشتہ تفاسیر ماثور ورائے کی جامع تفسیر ہے اس میں مصنف نے تفسیر قرآن بالقرآن، صحاح ستہ کی احادیث، اقوال صحابہ و تابعین کو بنیاد بنایا ہے۔ اختلافی اور فروعی مسائل میں نقلی عقلی دلائل سے دوٹوک اور واضح موقف اختیار کیا ہے اور اس میں منکرین حدیث کے استدلالات کی خوب تردید اور جدید مغرب زدہ طبقات کے اعتراضات پر بھی پوری توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ سود، لین دین، تجارت کی غیر شرعی اقسام، تعددِ ازواج، لونڈیوں اور غلاموں کے مسائل کو خاص طور پر مرکز بحث بنایا گیا ہے اور اسی طرح بعض آیات کریمہ کا جدید سائنسی تحقیقات کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے۔ اس تفسیر کی اضافی خوبی یہ ہے کہ حاشیہ میں ذیلی سرخیوں کا بھی اہتمام کیا گیا ہے"۔ ([3])

[2] ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، 31 جنوری 1992ء، 34

[3] ماہنامہ محدث، جنوری 1992، 35

"مرحوم ہمہ جہت شخصیت تھے۔ ان کی علمی و تحقیقی خدمات بے مثل ہیں۔ ان کے قلم کی سلاست اور روانی بہت سحر انگیز تھی۔ بالخصوص عصری فتنوں کے رد کے لیے شمشیر برہنہ کا کردار ادا کرتی رہی۔ مغربی افکار سے متاثر طبقے پر خوب گرفت کی گئی ہے۔ اس کا ترجمہ نہایت عام فہم اور سلیس ہے جسے عام آدمی با آسانی سمجھ سکتا ہے۔ قرآن فہمی اور باطل نظریات کی سرکوبی کے لیے ایک یادگار تالیف ہے"۔([4])

اس تفسیر کا ایک اہم پہلو مباحثِ سیرت ہیں۔ غزوات اور سرایا کے سلسلے کی آیات اور متعلقہ سورتوں کے تاریخی پسِ منظر کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ اور نبوت و رسالت محمدی ﷺ کے ضمن میں تشریح آیات کے ضمن میں عصری بے اعتدالیوں کو موضوعِ بحث بناتے ہیں۔ درج ذیل مقالہ میں تیسیر القرآن کے بیان کردہ مباحث اور اسلوبِ سیرت کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

مقاصدِ بعثت:

قرآنِ مجید میں نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے مقاصد کی وضاحت کی گئی ہے۔ منصب نبوت بلند پایہ منصب ہے اس کی حکمتیں بے شمار ہیں اس لیے قرآن صراحت کے ساتھ کھل کر مقاصدِ نبوت کی نشاندہی کرتا ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی لکھتے ہیں:

"رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے دو مقصد ہیں: اتمامِ حجت اور رفع عذر۔ ان لوگوں میں آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجنے کی دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ اگر آپ کی بعثت سے پہلے ان پر ان کی اپنی شامتِ اعمال کی وجہ سے کوئی عذاب یا مصیبت آن پڑتی تو یہ کہہ سکتے تھے کہ ہم تو عرصہ دو ہزار سال سے صحیح حالات سے واقف ہی نہیں تھے۔ یہ ممکن تھا کہ سزا دہی کے وقت یہ لوگ کہنے لگتے کہ ہمارے پاس کوئی پیغمبر تو بھیجا نہیں جو ہمیں ہدایت کی راہ دکھاتا تو کوئی اور وجہ نہ تھی کہ ہم اُس رسول کی پیروی نا کرتے اور دوسری قوموں سے زیادہ ہدایت یافتہ نا بن جاتے۔ گویا ان لوگوں کی طرف آپ ﷺ کی بعثت کے دو مقصد تھے ایک اتمامِ حجت اور دوسرے ان لوگوں کے عذر یا اعتراض کا رفع کرنا۔"([5])

مقامِ نبوت کی وضاحت:

[4] نعیم صدیقی، ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور، جنوری 1994، ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، 31 جنوری 19992ء، 34

[5] مولانا عبدالرحمٰن گیلانی، تیسیر القرآن (لاہور: مکتبہ السلام، ۱۴۳۲ھ)، 3/435۔

مولانا عبد الرحمٰن کیلانی، بشریتِ انبیاء پر کھل کر بغیر کسی لگی لپٹی کے بات کرتے ہیں اور نبی کے بشر نا ہونے کے عقیدے کی نفی کرتے ہیں بلکہ عقلی انداز میں نبی کے بشر ہونے کی حکمتوں کو بھی بیان کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ تمام انبیائے کرام بشریت کی صفت سے متصف ہوتے تھے:

"تمام انبیاء اور رُسل ہمیشہ ہی بشر ہوتے ہیں اور انسانوں کے لیے رسول بھی کوئی بشر ہی ہونا چاہیئے جو انہی میں سے ہو تاکہ جب وہ انہیں اپنی زبان میں اللہ کا پیغام پہنچائیں تو وہ اسے سمجھ سکیں۔ نیز رسول کا کام صرف اللہ تعالی کا پیغام پہنچانا نہیں ہوتا ان احکام پر سب سے پہلے خود عمل پیرا ہو کر عملی نمونہ بھی دکھانا ہوتا ہے۔ اب اگر رسول انسان کی بجائے فرشتہ ہو یا نوری مخلوق ہو یا کسی اور جنس سے ہو تو اس پر ایمان لانے والے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم لوگ انسان ہو کر ایک فرشتہ یا کسی بالاتر ہستی کی اقتدا کیسے کر سکتے ہیں؟ یہی وہ مصلحتیں ہیں جن کی بناپر رسول کا بشر ہونا ضروری ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کسی بشر کو ہی نبی یا رسول بنا کر مبعوث فرمایا"۔([6])

مولانا ایک نبی کے اقتدار اور ایک بادشاہ کے غلبہ و اقتدار میں فرق کو نبی کی حقانیت کی دلیل کے طور پر استعمال کرتے ہیں: "انبیاء کو بھی بالآخر اللہ کی مدد سے اقتدار حاصل ہو جاتا ہے مگر ان دونوں کے اقتدار کے حصول میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے ایک دنیادار کا مقصود ہی اقتدار کا حصول ہوتا ہے جب کہ ایک نبی کا اصل مقصود احکامِ الٰھیہ کا نفاذ ہوتا ہے اور اس کے لیے وہ اقتدار کو محض ذریعہ بناتا ہے۔"([7])

مولانا کیلانی مقامِ نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان منافقوں کے رسول ﷺ کے فیصلے سے اعراض کی تین وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ کوئی سچے دل سے ایمان نا لائے بلکہ کسی ذاتی مفاد کو پانے کے لیے مسلمان ہو جائے۔ یا دوسرے یہ کہ وہ دعوٰی ایمان کے باوجود اس شک شبہ کا شکار ہو کہ یہ واقعی اللہ کے رسول ہیں یا نہیں۔۔۔ تیسرا یہ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو مان لینے کے بعد یہ اندیشہ رکھے کہ قرآن کے اس حکم نے ہمیں ذلیل کر دیا ہے یا مصیبت میں ڈال دیا ہے یا رسول ﷺ کا فلاں طریقہ اور حکم ہمارے لیے بہت نقصان دہ ہے ان تینوں صورتوں میں ان کے ظالم ہونے میں کوئی شک نہیں۔"([8])

---

[6] ایضاً، 2/197، 196

[7] ایضاً، 2/197

[8] ایضاً، 2/278

رسول کے فرائض کا اہلِ ایمان کے فرائض کے ساتھ تقابل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول کی فرمانبرداری فرض ہے اور رسول اپنی ذمہ داری پوری کرنے کا پابند ہے اور تم اپنی ذمہ داری کے۔ رسول کی ذمہ داری اتنی ہی ہے کہ وہ تمہیں اللہ کا پیغام پہنچادے اور وہ اس نے پوری کردی اور تمہارے ذمہ یہ بات ہے کہ اس کی اطاعت کرو جس میں تم پس و پیش کر رہے ہو۔([9])

تصورِ معجزہ:

مولانا عبد الرحمٰن کیلانی کے خیال میں معجزہ اس وقت وقوع پذیر ہوتا ہے جب حکمِ الٰہی سے سبب اور مسبب میں تعلق سلب کر لیا جاتا ہے۔ ایک طرف وہ اشاعرہ کی طرح میں سبب اور مسبب میں تعلق نا ہونے کے قائل نہیں۔ اسی طرح دوسری طرف عقل پسندوں کے دور از کار تاویلات کر کے انکارِ معجزہ کو سخت تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کے واقعے کے بعد لکھتے ہیں: اب یہ تو ظاہر ہے کہ یہ واقعہ خرقِ عادت یا عام معمول کے خلاف ہے جس میں سبب اور مسبب کے درمیانی رشتہ کو منقطع کر دیا گیا ہے آگ کا خاصہ ہر چیز کو جلا دینا اور بھسم کر دینا ہے اور یہ خاصہ اللہ تعالیٰ نے آگ سے سلب کر لیا تھا۔ اب جن لوگوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی بھی خارقِ عادت کام کرنا یا معجزہ رونما کرنا یا سبب اور مسبب کے درمیان تعلق کو منقطع کر دینا ممکن نہیں ہے اور اسی بنا پر وہ ایسے واقعات کی دور از کار تاویل کرنے لگتے ہیں تا آنکہ انہیں طبعی امور کے تابع بنا کے چھوڑیں۔([10])

نبی اور رسول کا فرق:

مولانا عبد الرحمٰن کیلانی نبی اور رسول کے عمومی اسلامی تصور کے قائل ہیں کہ نبی اور رسول میں فرق ہوتا ہے۔ وہ معتزلہ کی طرح نبی اور رسول کو ہم معنیٰ نہیں سمجھتے۔[11] کہتے ہیں "نبی اور رسول میں فرق یہ ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص۔ یعنی ہر رسول نبی تو ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں۔ روایات کے مطابق رسولوں کی تعداد 315 تھی مگر انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے"([12])

نبوت میں غلو کی نفی:

---

[9] ایضاً، 2/280

[10] ایضاً، 2/115

[11] القدسی، محمد بن محمد ابو شریف، کمال الدین۔ المسامرہ بشرح المسایرہ، مکتبہ السعادہ، مصر، سن ندارد، 231۔

[12] تفسیر تیسیر القرآن، 2/45

مولانا عبد الرحمٰن کیلانی عقیدہ نبوت میں غلو اور ہر دو انتہاؤں کی نفی کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں جو جوشِ عقیدت میں شانِ نبوت میں غلو کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر اپنے پیارے رسول ﷺ کے لیے عبد کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی امتوں نے بھی اپنے رسول کی شان میں عقیدت مندی کی بنیاد پر غلو کیا تھا اور انہیں ان کے حقیقی مقام سے اٹھا کر اللہ سے جا ملایا تھا۔۔۔ لیکن افسوس ہے کہ آپ ﷺ کی اس تنبیہ کے باوجود مسلمانوں نے وہی کچھ کیا جو پہلی امتیں کرتی رہیں۔۔ مسلمانوں کے اس طبقہ نے آپ کو نور من نور اللہ قرار دیا۔"[13]

حقیقی مقامِ نبوت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہر دور کا نبی اپنے دور کا بہترین انسان ہوتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ اسے نبوت کے لیے منتخب فرماتا ہے۔ نبوت عطا ہونے کے بعد اس کے شرف میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور ہوتا رہتا ہے۔"[14]

غزوات و سرایا کا بیان:

سیرت رسول ﷺ کا ایک بڑا حصہ تاریخ سے وابستہ ہے مولانا کیلانی اس تاریخی حصے سے بڑی مہارت کے ساتھ انصاف کرتے نظر آتے ہیں۔ تاریخ ان کا ذوقِ خاص ہے۔ لکھتے ہیں؛

"آپ کی رسالت کو جھٹلانے یا کم از کم مشکوک بنانے کے لیے قریش نے جو باتیں اختراع کی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ اس شخص نے سابقہ آسمانی کتابوں سے فیض حاصل کیا ہے۔ اس کی بنیاد یہ تھی کہ آپ کی پیش کردہ کتاب یعنی قرآن کے بہت سے مضامین تورات سے ملتے جلتے تھے اور بعض منصف مزاج اہلِ کتاب اس بات کی تصدیق بھی کر دیتے ہیں۔ اس آیت میں ان کے اسی اعتراض کا جواب دیا گیا ہے کہ آپ نبوت سے پیشتر نہ کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے کہ اس کے مطالعے سے آپ کو ایسی معلومات حاصل ہوں اور نا ہی لکھ سکتے تھے کہ علمائے اہلِ کتاب سے سُن کر اسے نوٹ کرتے جاتے۔ اور بعد میں اپنی طرف سے پیش کر دیں۔ ہاں ان میں سے کوئی بھی

---

[13] ایضاً، 3/291

[14] ایضاً، 3454

صورت ہوتی تو ان کافروں کے شک وشبہ کی کوئی بنیاد بن سکتی تھی لیکن جب یہ دونوں صورتیں موجود نہیں تو ان لوگوں کا آپ ؐ کی رسالت سے انکار تعصب، ضد اور ہٹ دھرمی کے علاوہ اور کچھ نہیں"([15])

مولانا عبد الرحمٰن کیلانی دیگر مفسرین کی طرح آیات اور سورتوں کے شانِ نزول کی تاریخی معلومات دینے کے لیے کوئی الگ عنوان نہیں باندھتے ہیں لیکن جہاں آیات کے مضامین میں کوئی تاریخی تذکرہ بالخصوص غزوات و سرایا کے مضامین آجائیں وہاں وہ حقِ قلم ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کی مثال سورۃ التوبۃ کے آغاز میں دیکھی جاسکتی ہے۔([16])

تاریخی مباحث اور کتبِ تاریخ و دیگر سے استشہاد:

تفسیر تیسیر القرآن میں بوقت ضرورت تاریخی استشہاد بھی کیا ہے جیسے سورۃ التوبۃ کی آیت 6 کی تفسیر میں "مشرکین کی امان" کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے شبلی نعمانی کی کتاب "الفاروق" سے استشہاد کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں الجامع الصحیح کی کتاب الغسل کی حدیث کا بیان کرتے ہوئے "تاریخِ اسلام از ڈاکٹر حمید الدین" اور پھر "بریگیڈیر گلزار احمد" کی کتاب سے استشہاد کرتے ہیں([17]) تاہم چونکہ تیسیر القرآن بنیادی طور پر تفسیر بالماثور ہے اس لیے تاریخ واقعات، غزوات و سرایا کے لیے زیادہ تر صحاحِ ستہ سے ہی استفادہ کیا گیا ہے۔

کلامیاتِ سیرت:

مولانا کیلانی محض تاریخ و واقعاتِ سیرت یا مقام و اخلاقیاتِ نبوی ﷺ کو اپنا موضوع نہیں بناتے بلکہ وہ عقلی نقلی ہر دو طریقوں سے سیرت نگاری کرتے ہیں۔ سیرت نگاری میں کلامیاتِ سیرت کو نظر انداز نہیں کرتے ہیں اور عقیدت مند مسلمانوں نے جذبہ حبِ رسول ﷺ کی قدر کرتے ہوئے رسول ﷺ کے لکھ پڑھ سکنے کا دعویٰ عقلی اور نقلی ہر دو طریقوں سے مسترد کرتے ہوئے تفسیر تیسیر القرآن میں لکھا گیا ہے:

"عقلی لحاظ سے ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ جو ان پڑھ شخص ہو کر سارے جہاں کا معلم بنے تو یہ زیادہ حیران کن بات ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے یا ایک شخص بہت عالم فاضل اور پڑھا لکھا ہو کر معلم بنے۔ ظاہر ہے کہ پہلی صورت کو ہی معجزہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ پھر اس سے اسلام پر وارد وہ تمام شکوک و شبہات بھی دور ہو جاتے ہیں جو اس دور کے مخالفین نے پیغمبرِ اسلام پر وارد کیے تھے یا اس دور کے مخالفینِ اسلام کر رہے ہیں،۔۔۔۔۔ اور تاریخی لحاظ

---

[15] ایضاً، 3/487-488

[16] ایضاً، 2/177

[17] ایضاً، 3/182، 181

سے یہ دعویٰ اس لیے غلط ہے کہ حدیبیہ کا صلح نامہ جب 6ھ میں لکھا گیا تھا لکھنے والے سیدنا علی نے جب بسم اللہ لکھدیا تو کافروں کے اعتراض کرنے پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے پوچھا بتاؤ وہ لفظ کون سا ہے؟ تو اسے مٹادیا"([18])

حرف آخر و تبصرہ:

تیسیر القرآن کے تفسیر بالماثور ہونے کی وجہ سے اس میں بہت سے مباحثِ سیرت موجود ہیں۔ مولانا کیلانی اپنے منفرد انداز میں تفسیری ضروریات پوری کرتے ہوئے مباحثِ سیرت پر بھی قلم اٹھاتے ہیں۔ عقلی، نقلی، دعوتی اور تاریخی ہر طور پر سیرت النبی ﷺ، مقام وشان نبوت، نبوت کی ضرورت واہمیت کو زیرِ بحث لاتے ہیں۔ انحرافی گروہوں اور نظریات کا کافی وشافی تعاقب کرتے ہیں تاہم کئی مقامات پر تمام تر دفاع وحبِ رسول کے باوجود نبی ﷺ کے تذکرہ کے لیے واحد کے صیغے کا استعمال قاری کے دل کو کھٹکتا ہے۔ جب تہذیبی طور پر ہم والدین اور عمر میں بڑے افراد کے لیے توقیر کے لیے جمع کا صیغہ استعمال کرتے ہیں تو تذکرہ نبی ﷺ اس کا بدرجہ اولیٰ مستحق ہے۔ تفسیر میں رواں سلیس اردو زبان کا استعمال ہے۔

نتائج:

1. **مقامِ نبوت:** مولانا کیلانی نے نبوت کے مقام کو عقلی اور نقلی دلائل سے واضح کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ انبیاء ہمیشہ بشر ہوتے ہیں اور ان کا بشر ہونا انسانی ہدایت کے لیے ضروری ہے۔

2. **مقاصدِ بعثت:** تفسیر "تیسیر القرآن" میں بعثتِ نبوی کے دو بنیادی مقاصد بیان کیے گئے ہیں: اتمامِ حجت اور رفعِ عذر۔ مولانا کیلانی کے مطابق نبی کی بعثت انسانی معاشرے کی اصلاح اور فکری بے راہ روی کے خاتمے کے لیے ہوتی ہے۔

3. **عصری مسائل کا حل:** اس تفسیر میں دورِ حاضر کے فکری چیلنجز اور مغربی افکار کا رد کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی سیرت کو عملی نمونہ قرار دیا گیا ہے۔

سفارشات:

1. **تحقیقی مطالعہ:** "تیسیر القرآن" میں پیش کیے گئے مباحثِ سیرت پر مزید تحقیقی کام کیا جائے تاکہ عصری چیلنجز کا موثر جواب دیا جا سکے۔

[18] ایضاً، 3/488

2. **تعلیمی نصاب:** مدارس اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں اس تفسیر کے مباحثِ سیرت کو شامل کیا جائے تاکہ طلبہ کو قرآن و سنت کی تعلیمات سے بہتر طور پر روشناس کرایا جاسکے۔

3. **عصری مسائل کا حل:** اسلامی اسکالرز کو چاہیے کہ وہ "تیسیر القرآن" میں موجود عصری مسائل کے حل کو جدید تحقیق کے ساتھ مربوط کریں۔